استفتاء

دعوت و تبلیغ کی اہمیت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درج ذیل صورتوں کے شرعی و فقہی حکم کے بارے میں۔

(۱) ایک دیندار شخص کے لئے جو کسی دینی شعبہ سے تعلق نہیں رکھتا۔ ملازم ہے، کاروباری و تاجر ہے، مزدور پیشہ ہے یا کاشتکار وغیرہ، دعوت و تبلیغ کے کام کے لئے معروف عالمی تحریک سے تعاون کرتے ہوئے سہ روزہ و چلہ وغیرہ کے لئے گھر سے نکلنا فرض و واجب ہے یا امر مستحب؟

(۲) کسی دینی مدرسہ کا مہتمم و ناظم مدرس و معلم، عوامی مقرر و خطیب مسجد یا مدرسہ کے زیر انتظام یا انفرادی طور پر تالیف و تصنیف کا کام کرنے والا، پوری زندگی اپنے انہی متعلقہ امور میں گزار دیتا ہے سہ روزہ و چلہ و سالانہ پر مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے مقررہ نہج پر باہر نہیں جاتا نہ مقامی طور پر گھر گھر جاکر تبلیغ کا فرض سرانجام دیتا ہے۔ اسی طرح کشمیر وغیرہ میں جہادی تحریکوں کے ساتھ بھی عملاً حصہ نہیں لیتا۔ البتہ مروجہ طریق پر دعوت کی اور جہاد کے دین ہونے کی نفی بھی نہیں کرتا ایسا شخص آیا ترک دعوت و تبلیغ و فریضہ جہاد کا مرتکب ہے اور شرعاً گنہگار ہے؟

(۳) اعلان نبوت بالخصوص ہجرت کے بعد اور قرون مشہود لہا بالخیر میں گھر گھر جاکر اور اس نہج پر جو مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کا وضع کردہ ہے طریقہ تبلیغ و ارشاد ثابت ہے؟

جوابات جامع و مدلل ہوں، مہر شدہ ہوں۔ صدر دار العلوم، یا حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ میں سے ایک بزرگ کے دستخط ضرور ہوں۔ اطمینان ہوگا۔

المستفتی

تاج محمد (مدرس ادارہ اشرفیہ فیض القرآن)

پنڈدادنخان، ضلع جہلم

Scanned by CamScanner

الجواب حامدا ومصلیا

سوال نمبر۱ کا جواب

فریضہ دعوت وتبلیغ کی انجام دہی پوری امت کی اجتماعی ذمہ داری ہے اور اسکی ادائیگی باعث اجروثواب ہے کیونکہ اس کام کو قرآن کریم میں اس امت کا تمغہ امتیاز بتلایا گیا ہے۔
(کمافی العبارۃ رقم ۱،۲،۳،۴،۵)

دعوت الی الخیر کی دو قسمیں ہیں۔

(ا) ایک تو مسلمانوں کو دین کے احکام کی دعوت دینا ہے جسکے دو درجے ہیں ایک خصوصی یا انفرادی دعوت اور دوسرا عمومی یا اجتماعی دعوت۔

(الف) خصوصی درجہ تو یہ ہے کہ ہر مسلمان اپنے ماتحتوں اور گھر والوں کو دین کے احکام سے آگاہ کرے اور منکرات سے منع کرے کیونکہ قرآن وحدیث کی صریح نصوص ہر شخص کے ذمے اپنے اہل وعیال اور متعلقین کی اصلاح کو فرض قرار دے رہی ہیں۔(کمافی فی العبارۃ رقم:۶)

اسی طرح اگر ایسی صورت ہے کہ سوائے کسی خاص شخص کے بری بات سے کوئی اور نہیں روک سکتا یا اچھی بات کی تلقین نہیں کرسکتا اور ظن غالب ہے کہ اسکی بات مفید ثابت ہوگی تو پھر اس خاص شخص پر اصلاح فرض عین ہوجاتی ہے اگرچہ شریعت کی خلاف ورزی کرنے والا' اس داعی کے اہل وعیال اور ماتحتوں میں سے نہ ہو جیسے وہ شخص جس کو کسی کی برائی کی اطلاع ہو اور یہ اطلاع کسی دوسرے کو نہ ہو' اور وہ اصلاح کی قدرت بھی رکھتا ہو۔دعوت کا یہ درجہ فرض عین ہے۔(کمافی العبارۃ رقم:۷،۸،۹)

(ب) دوسرا عمومی درجہ یہ ہے کہ عامۃ الناس کو اجتماعی خطاب کے ذریعہ خیر کی دعوت دی جائے جسکا طریقہ یہ ہے کہ مسلمان دعوت الی الخیر کی سعی کریں اور اپنے قول وعمل سے لوگوں کو قرآن و سنت کی طرف بلائیں اور جب لوگوں کو بھلائی کے کاموں میں سست اور برائی میں مبتلا دیکھیں اس وقت انہیں بھلائی کی طرف متوجہ کرنے اور برائی سے روکنے کی حسب استطاعت کوشش کریں۔یہ پوری امت کی اجتماعی ذمہ داری ہے جس کو فقہ کی اصطلاح میں فرض کفایہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔جسکا مطلب یہ

ہے کہ اصلاً ایسے تمام مسلمانوں پر دعوت و تبلیغ کا کام فرض ہے جو اسکی اہلیت رکھتے ہوں لیکن ان میں سے بعض کے ادا کرنے سے سب بری الذمہ ہو جائیں گے اور اگر ان میں سے کسی نے بھی یہ کام نہ کیا تو سب گناہ گار ہوں گے۔(کمافی الطہارۃ رقم:۱۰)

اس اجتماعی ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے ایک ایسی جماعت کا ہونا ضروری ہے جو صحیح شرعی آداب کے ساتھ اس کام کو پورا کر سکے۔ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر حکومت یہ فریضہ سرانجام نہ دے تو تمام مسلمانوں پر فرض ہو گا کہ وہ ایک ایسی جماعت قائم کریں جو یہ ذمہ داری ادا کر سکے۔ اور جماعت قائم کرنے سے یہ مراد نہیں کہ کوئی رسمی جماعت ضرور قائم کی جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ معتد بہ افراد اس کام کے لئے کھڑے ہوں خواہ ان کے درمیان کوئی رسمی جماعتی تعلق ہو یا نہ ہو۔(کمافی التفسیر 'معارف القرآن ج ۲ص ۱۴۰)

(۲) اور دعوت کی دوسری قسم غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دینا ہے کہ ہر مسلمان عموماً اور یہ خاص جماعت خصوصاً دنیا کی تمام قوموں کو اسلام کی دعوت دے۔(کمافی التفسیر 'معارف القرآن ج ۲ص ۱۴۰)

اور اسلام کی دعوت دیئے بغیر کفار سے قتال جائز نہیں لیکن یہ وجوب اس وقت تک ہے جب تک اسلام کی دعوت کفار تک نہ پہنچی ہو۔ اگر کفار تک اسلام کی دعوت پہنچ چکی ہو خواہ حقیقتاً ہو یعنی خود مسلمانوں نے جاکر انہیں اسلام کی دعوت دی ہو۔ یا حکماً ہو۔ یعنی اسلام کی شہرت ان تک پہنچ گئی ہو۔ اور یہ بات ان کے علم میں آگئی ہو کہ مسلمان کس بات کی دعوت دیتے ہیں اور کس مقصد کے لئے قتال کرتے ہیں تو یہ شہرت' دعوت کے قائم مقام ہوگی اور انہیں اسلام کی دوبارہ دعوت دینا واجب نہ رہے گا۔ تاہم اس صورت میں بھی دوبارہ دعوت دینا مستحب ضرور ہے۔(کمایاتی فی العبارۃ رقم:۱۱،۱۲)

لیکن یہ واضح رہے کہ چونکہ شریعت نے دعوت الی الخیر کی کسی بھی قسم کے لئے کوئی خاص طرز مقرر نہیں کیا لہٰذا دعوت خواہ گھر جاکر اس طرز پر دی جائے جس طرز پر مروجہ تبلیغی کام کی ترتیب ہے یا تصنیف و تالیف کے ذریعہ ہو یا اور کسی طریقہ سے۔ اس سے فریضہ دعوت ادا ہو جائے گا۔ لعموم الادلۃ

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ ہر مسلمان کے لئے ہر حال میں مروجہ تبلیغی جماعت میں بغرض دعوت و تبلیغ شامل ہونا یا اس میں وقت لگانا فرض عین نہیں ہے کیونکہ اول تو عمومی دعوت فرض عین نہیں' دوسرے دعوت و تبلیغ کے لئے یہ خاص طریقہ شرعاً متعین نہیں' البتہ چونکہ اس جماعت کے کام سے بفضلہ

تعالیٰ بہت عظیم فائدہ پہنچا ہے اور دوسری طرف لادینی طاقتیں زور و شور سے دین کے خلاف سرگرم عمل ہیں جن کے مقابلے کا یہ موثر ذریعہ ہے۔اس لئے اعتدال کے ساتھ ،فقہاء کی بیان کردہ حدود کی رعایت رکھتے ہوئے اس جماعت سے تعاون اور اسمیں زیادہ سے زیادہ حصہ لینا بڑے اجر و ثواب کا کام ہے اور اپنی اور امت کی حفاظت کا مفید ذریعہ ہے۔

البتہ بعض صورتیں ایسی ہو سکتی ہیں جب کسی شخص کے لئے اس جماعت میں حصہ لینا فرض عین ہو جائے۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ جو شخص دین سے وابستگی نہیں رکھتا اور اپنے شعبہ کے مسائل ضروریہ سے بھی ناواقف ہے اس پر واجب ہے کہ وہ ایسا طریق اختیار کرے جس سے اسے دین کا ضروری علم حاصل ہو اور اس پر عمل کرنے کا طریقہ آئے۔اگر اس شخص کے لئے اپنی ظاہری و باطنی اصلاح اور ضروری دینی معلومات کے حاصل کرنے کے لئے جماعت میں نکلنے کے سوا کوئی دوسرا راستہ میسر نہ ہو تو اس پر مروجہ تبلیغی جماعت کے ساتھ نکلنا ضروری ہو گا کیونکہ اس میں بڑی حد تک اپنی اصلاح بھی ہوتی ہے اور دوسرے مسلمانوں میں احیاء دین کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے اور بہت سے مسائل ضروریہ سے بھی آگاہی ہو جاتی ہے۔(کما یاتی فی العبارۃ رقم:۱۴)

لیکن اگر اس شخص مذکور کو دین سیکھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے دیگر طریقے بھی میسر ہیں مثلاً مشائخ طریقت ،آئمہ مساجد ،علماء کی صحبت اور مدارس دینیہ وغیرہ کی طرف مراجعت کر کے اسے اپنی اصلاح اور دینی ضروریات کی تحصیل کے مواقع حاصل ہو رہے ہوں تو اس کے لئے جماعت میں نکلنا واجب تو نہ ہو گا۔لیکن اس کے دینی فوائد کے پیش نظر بہت مستحسن ہے جسکا موثر اور مفید ہونا تجربہ سے ثابت ہے۔

سوال نمبر ۲ کا جواب

نبی علیہ کی ذات اقدس مرکز و مجموعہ کمالات ہوتی ہے وہ تنہا دین کے تمام شعبوں کا کام سرانجام دیتے ہیں۔لیکن امت میں یہ تمام کام تقسیم ہو گئے اور علماء امت کے مختلف طبقات نے ہمیشہ ان خدمات کو الگ الگ بھی انجام دیا ہے کہ بعض نے فریضہ جہاد و دعوت کو مقصد بنایا اور بعض نے مدارس و مکاتیب کھولے اور بعض نے خانقاہوں میں بیٹھ کر تزکیہ کا کام سرانجام دیا ہے،اور بعض نے اپنی زندگی ان تینوں

کاموں میں صرف کی۔یہ سب کار نبوت ہی کے مختلف شعبے ہیں۔اگر سب کسی ایک ہی شعبے کو لازم پکڑلیں تو باقی شعبوں میں تعطل آنا ناگزیر ہے۔لہٰذا اگر کوئی عالم تدریس یا تصنیف کے ذریعے تبلیغ دین کررہا ہے اور جہاد باللسان وجہاد بالقلم کی ذمہ داری پوری کررہا ہے تو اسے تارک دعوت وجہاد نہیں کہا جائے گا۔حقیقت یہ ہے کہ یہ سب تبلیغ ہی کے شعبے ہیں۔فرق اتنا ہے کہ مروجہ دعوت عوام میں تبلیغ کا شعبہ ہے اور تدریس و تالیف وغیرہ دوسرے شعبے خواص میں تبلیغ کے شعبے ہیں۔

اس کے علاوہ یہ بات مشاہدے سے ثابت ہے کہ مختلف افراد کے لئے دعوت کے مختلف طریقے ہی موثر ہوتے ہیں۔کسی کے لئے وعظ وغیرہ موثر ہوتا ہے،کسی کے لئے مطالعہ،کسی کے لئے دین کے سادہ حقائق،کسی کے لئے علمی وتحقیقی مباحث،لہٰذا یہ تمام طریقے اپنی اپنی جگہ پر جاری رہنے چاہئیں،تاکہ ہر طبقے کو اسکے مذاق کے مناسب دعوت پہنچ سکے۔

سوال نمبر ۳ کا جواب

سوال اول کے جواب میں تفصیل سے عرض کیا جاچکا ہے کہ دعوت الی الخیر کا کام پوری امت کی اجتماعی ذمہ داری ہے جسے ادا کرنے کا کوئی مخصوص طریقہ شرعاً متعین نہیں بلکہ درس وتدریس تعلیم و تعلم،تبلیغ وجہاد سب ہی اس فریضہ کی ادائیگی کے الگ الگ طریقے ہیں اور ہر ایک کی اپنی اپنی جگہ اہمیت ہے۔ان میں سے کسی طریقے کو خاص شکل سے ادا کرنا ایک انتظامی معاملہ ہے جیسے آج کل مدارس دینیہ میں سال کے بارہ مہینوں میں سے فقط دس مہینے،ہفتہ کے سات دنوں میں سے فقط چھ دن اور روزانہ کے چوبیس گھنٹوں میں سے چھ گھنٹے پڑھائی ہوتی ہے،اور پھر ہر تین ماہ بعد سہ ماہی،ششماہی اور سالانہ امتحانات منعقد کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے اور تجربے سے انکی ضرورت اور افادیت واضح ہے جبکہ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں اس ترتیب کا وجود نہ تھا اور نہ ہی کتب حدیث میں اس خاص طرز کا ثبوت ملتا ہے۔لیکن چونکہ اس خاص طریقے کو مقصود شرعی نہیں سمجھا جاتا اس لئے اسے بدعت سمجھنا درست نہیں۔بلکہ یہ بھی ایک انتظامی امر ہے اور تعلیم دین کے حصول کے لئے اسکی رعایت کرنا حالات کی بناء پر ضروری ہوگیا ہے۔

اسی طرح مروجہ تبلیغی جماعت کا طریقہ کار گشت بیان وغیرہ بھی ایک انتظامی امر ہے جو کہ مباح

Scanned by CamScanner

ہے اور خاص اس طرز کے ثبوت کی قطعاً کوئی حاجت نہیں تاوقتیکہ اسی خاص طریقے کو مقصود شرعی نہ سمجھا جائے۔

تاہم استیناس کے طور پر انبیاء کرام علیہم السلام اور خود نبی کریم ﷺ کا دعوت حق لیکر لوگوں کے پاس جانا اور انہیں دین حق پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دینا کافی ہے جیسا کہ امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں باب دواعی التوبہ میں ذکر فرمایا ہے۔(کما ذکر فی عبارۃ الاحیاء رقم: ۱۳)

(۱) قال اللہ تبارك و تعالی:

"وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَي الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" (البقرہ: ۱۰۴)

"تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضروری ہے کہ (اور لوگوں کو بھی) خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کاموں کے کرنے کا کہا کریں اور برے کاموں سے روکا کریں اور ایسے لوگ (آخرت میں ثواب سے) پورے کامیاب ہوں گے" (معارف القرآن ص ۱۳۵ ج ۲)

(۲) "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ" (البقرہ: ۱۱۰)

"تم ہو بہتر سب امتوں سے جو بھیجی گئی عالم میں، حکم کرتے ہو اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہو برے کاموں سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔"

(معارف القرآن ص ۱۴۸ ج ۲)

(۳) "قال الجصاص: فهده الآي و نظائرها مقتضية لايجاب الامر بالمعروف والنهي عن المنكر الي اخيره" (ص ۳۰ ج ۲ احکام القرآن للجصاص)

(۴) قال تعالی:

"قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ أَدْعُوْا اِلَي اللّٰهِ عَلٰي بَصِيْرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ"

(سورہ یوسف: ۱۰۸)۔

Scanned by CamScanner

قال الجصاص : "فيه بيان انه مبعوث بدعاء الناس الي الله عز وجل ـــ، وفيه الدلالة علي ان علي المسلمين دعاء الناس الي الله تعالي كما كان علي النبي صلي الله عليه وسلم ذلك" (ص ۱۷۹ ج ۳)

(۵) قال تعالي:

"وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ إِلَي اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ" (سوره حم السجده: ۳۳)

قال الجصاص : "فيه بيان ان ذلك احسن قول، ودل ذلك علي لزوم فرض الدعا الي الله تعالي، اذلا جائز ان يكون النفل احسن من الفرض فلو لم يكن الدعاء الي الله تعالي فرضا وقد جعله من احسن قول اقتضي ذلك ان يكون النفل احسن من الفرض، وذلك ممتنع انتهي۔

وقلت، وكون الدعوة الي الله تعالي وتبليغ احكامه وترويج شرائعه من افضل القربات واكمل الخيرات مما اجمعت عليه الامة، لكونها عمل الانبياء عليه الصلوة والسلام" (ج ٤ صف ۱۳۰ احكام القرآن للتهانوي)

(٦) عن ابن عمر قال النبي صلي الله عليه وسلم: "كلكم مسئول عن رعيته فالامام راع وهو مسئول عن رعيته، والرجل راع في اهله وهو مسئول عن رعيته والمراة راعية في بيت زوجها وهي مسئولة عن رعيتها، والخادم راع في مال سيده وهو مسئول عن رعيته، والرجل راع في مال ابيه وهو مسئول عن رعيته، وكلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته" (كنز العمال رقم ۱٤٦۷)

(۷) عن ابي سعيد الخدري عن رسول الله صلي الله عليه وسلم قال: "من راي منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الايمان" رواه مسلم (المشكوة ص ٤۳٦)

قال النووي رحمه الله في شرح مسلم: قوله "فليغيره بيده": وهو امر

الایجاب و قد تطابق علي وجوبه الکتاب و السنة و اجماع الامة وهو فرض کفایة ومن تمکن منه وترکه بلاعذر اثم وقدیتعین کما اذا کان في موضع لایعلم به الاهو ولایتمکن من ازالته الاهو وکمن یري زوجته او ولده اوغلامه علي منکر (المرقاة ج ٩ ص ٣٢٩)

(٨) قال ابوبکر: "وهذا یدل علي ان علینا تعلیم اولادنا و اهلینا الدین والخیر" ذکره تحت قوله تعالي
یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَکُمْ وَأَهْلِیکُمْ نَارًا (احکام القرآن للتهانوي ج ٥ ص ٩٢)

(٩) وفي الهندیه: "ان کان اکبر رایه ان لو امر بالمعروف یقبلون ذلك منه ویمتنعون عن المنکر فالامر واجب علیه ولا یسعه ترك" الخ (ج ٥ ص ٣٥٢) وکذا في تنقیح الفتاوي الحامدیه (ج ٢ ص ٣٦٣)

(١٠) وفي البدایع: "فهو فرض کفایة ومعناه ان یفترض علي جمیع من هو من اهل الجهاد لکن اذا قام به البعض سقط عن الباقین" (ج ٧ ص ٩٨)

(١١) فاما بیان المعاملة مع المشرکین فنقول الواجب دعاؤهم الي الدین وقتال الممتنعین منهم من الاجابة لان صفة هذه الامة في الکتب المنزل الامر بالمعروف والنهي عن المنکر وبها کانوا اخیر الامم قال الله تعالي کنتم خیر امة اخرجت للناس الآیة – وراس المعروف الایمان بالله تعالي فعلي کل مومن ان یکون آمرا به داعیا الیه (المبسوط للسرخسي ج ١٠ ص ٢)

(١٢) وفي المحیط بلوغ الدعوة حقیقة او حکما بان استفاض شرقا وغربا انهم الي ماذا یدعون وعلي ماذا یقاتلون فاقیم ظهورها مقامها انتهي – ولا شك ان في بلاد الله تعالي من لا شعور له بهذا الامر فیجب ان المدار علیه ظن ان هولاء لم تبلغهم الدعوة فاذا کانت بلغتهم لاتجب ولکن یستحب (فتح القدیر ج ٥ ص ١٩٦، وکذا في الفتاوي التاتارخانیة ج ٥ ص ٢٢٥ وفي الشامیة ج ٤ ص ١٢٩)

(١٣) في احیاء العلوم: "و ان کان لایدري ان مایرتکبه ذنب فعلي

Scanned by CamScanner

العالم ان يعرفه ذلك بان يتكفل كل عالم باقليم او بلدة او محلة او مسجد او مشهد يعلم اهله دينهم ويميز ما يضرهم عما ينفعهم و ما يشقيهم عما يسعدهم ولا ينبغي ان يصبر الي ان يسئل عنه بل ينبغي ان يتصدي لدعوة الناس الي نفسه فانهم ورثة الانبياء والانبياء ما تركوا الناس علي جهلهم بل كانوا ينادونهم في مجامعهم و يدورون علي ابواب دورهم في الابتداء ويطلبون واحدا واحدا فيرشدونهم "-الخ (ج ٤ ص ٥٠)

(١٤) عن انس قال رسول الله صلي الله عليه وسلم: "طلب العلم فريضة علي كل مسلم" الخ قوله فريضة اي مفروض فرض عين الخ (المرقاة ج ١ ص ٢٨٤) والله اعلم بالصواب

علیم احسن عزیز
دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴
١٦/٨/١٤١٦ھ

جواب صحیح ہے، اور فرض عین اور فرض کفایہ کی جو حد اس فتوے میں لکھی گئی ہے وہ تعریف فقہیہ کے مطابق ہے البتہ اس سے تبلیغی کام کی اہمیت کم نہیں ہوتی، نہ اسے تبلیغی کام میں تساہل کی بنیاد بنانا چاہئے، بالخصوص اس دور میں جبکہ شر کی قوتیں اپنے مفاسد پھیلا رہی ہیں مختلف جہتوں سے تبلیغ و دعوت کا کام خصوصی اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ اور ماشاء اللہ تبلیغی جماعت بحیثیت مجموعی اس کام کو بطریق احسن پورا کر رہی ہے، لہذا مسلمانوں کو اسکے ساتھ تعاون کرنا چاہئے۔ اور بعض افراد کی طرف سے غلو کی جو باتیں سامنے آتی ہیں، انکی اصلاح کی کوشش بھی ساتھ ساتھ جاری رہنی چاہئے۔ واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۱۲-۸-۱۴۱۶ھ

مفتی

البلاغ

الجواب صحیح
بندہ عبد الرؤف سکھروی
دار الافتاء و دار العلوم کراچی ۱۴
۱۲-۸-۱۴۱۶ھ
نائب مفتی دار العلوم کراچی ۱۴

الجواب صحیح
بندہ محمد عبد اللہ ... عفی عنہ
دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴
۲۲-۸-۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح
محمد عبد المنان عفی عنہ
۲۱/۸/۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح
بندہ محمود اشرف غفر اللہ لہ
۱۲/۸/۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح
ربانی
احسن ...
۱۴
دار الافتاء و دار العلوم کراچی
۵ شعبان ۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح
[illegible]

نائب مفتی — معہد دار العلوم

ماشاء اللہ جواب صحیح اور شرعی دلائل کے مطابق ہے۔ خصوصاً یہ اصل شریعت ہے کہ بعض خاص حالات میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض عین ہو جاتا ہے، اور عام حالات میں نیکیوں کی ترغیب اور برائیوں سے روکنے کی منظم کوشش کرنا اس امت کی اجتماعی ذمہ داری ہے لیکن فرض کفایہ ہے۔ اور موجودہ مروجہ تبلیغی جماعت اس اہم دینی ذمہ داری کے ایک اہم حصے کو بڑی حد تک کامیابی سے مؤثر طور پر انجام دے رہی ہے، لہذا اس کام میں اس کے ساتھ تعاون کرنا بہت بڑی سعادت اور باعث اجر و ثواب ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد تقی عثمانی عفا اللہ عنہ
دار الافتاء دار العلوم کراچی
کراچی ۱۴
۳/۱۱/۱۴۱۶ھ

دار الافتاء — فتویٰ نمبر ۱۲/۱۷ — مورخہ — جامعہ دار العلوم کراچی ۱۴

مفتی — جامعہ دار العلوم کراچی ۱۴

17 APR 1996

۲۸/۱۱/۱۴۱۶ھ

[illegible]

Scanned by CamScanner